عصر حاضر میں ولایت فقیہ

شباب رضا نجمی

مرجع تقلید، مقلد یا مراجع کرام کی اصطلاح، زبان زد عام و خاص ہے، لیکن ولی فقیہ سے عام لوگ زیادہ آشنا نہیں ہیں۔ اگرچہ اس لفظ کے چند مترادف الفاظ ہیں۔ جیسے حاکم شرع، صاحب حکم، ولایت فقیہ، اعلم، افقہ وغیرہ۔ ولی فقیہ بھی عام مجتہد جامع الشرائط کے مانند فتوی دیتا ہے۔ کیونکہ فتوی لغت میں مبہم اور مجہول مسائل کو واضح اور روشن کرنے کو کہتے ہیں۔ جب کہ ولی فقیہ بدرجہ اولیٰ فتویٰ یا حکم جاری کرتا ہے۔ اس کو اکثر امور میں حق حاصل ہوتا ہے، مثال کے طور پر رویت ہلال، رفع حل وفصل مخاصمت اور مخالفت ...

اصطلاح میں ولایت فقیہ قرآن وحدیث کے استنباط کو اخذ کر کے عوام تک پہنچانا ہے۔ جس طرح قاضی کوئی فیصلہ دیتا ہے تو حکم قاضی کہلاتا ہے اور جب رہبر کوئی حکم دیتا ہے تو وہ حکم حاکم کہلاتا ہے۔ جب قاضی کسی امر میں فیصلہ دیتا ہے تو اسکی قضاوت پر عمل کرنا فریقین پر لازم ہوتا ہے۔ اسی طرح حاکم اسلامی یا ولی فقیہ کے حکم کو ماننا بھی ضروری ہوتا ہے۔

ولی فقیہ کے امتیازات:

تحقیق وتجزیہ کے ساتھ مصالح ومسائل اسلام کا بیان اور اس کی تعمیل ولایت فقیہ کا فرض منصبی ہے۔ غیر واضح اور مجہول اسلامی مسائل کو قرآنی احکام اور سیرت محمدؐ وآل محمدؐ کی روشنی میں لوگوں کے سامنے پیش کرنا مرجع تقلید کی ذمہ داری ہے۔

مقام مرجعیت کا مخاطب ساری دنیا کے لوگ نہیں ہوتے ہیں اور نہ وہ کسی امر میں کسی کو مجبور کرسکتا ہے، لیکن مقام ولایت کا بیان پوری دنیا میں اہل تحقیق وتکلیف کے لئے ہوتا ہے۔ اور جہاں پر قرآن و اہلبیت اور شعائر الٰہی سے متعلق کوئی توہین ہوتی ہے تو دنیا کو اس کی حقیقت کو منوانے پر مجبور بھی کرتا ہے۔

مرجعیت کا دائرہ اختیار صرف فتوی تک محدود ہوتا ہے جبکہ مقام ولایت کی ذمہ داری احکام

اسلام کا نفاذ کرنا، حکومت اسلامی کی تشکیل دینے کے لئے پوری کوشش کرنا اور اسلامی سماج میں قرآن و اہل بیت کے قوانین اور سیرت کا اجراء کرنا ہے۔

اسلامی تہذیب و تعلیم اور سنت جو اپنی صحیح شکل وصورت میں باقی ہے وہ امام کی غیبت کبریٰ کے بعد فقہاء کی جد و جہد اور طاقت فرسا کوشش اور بے حد مصیبت و رنج وزحمت برداشت کرنے کے نتیجہ میں باقی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے پیغمبروں اور اماموں کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت کی سعادت حاصل ہوتی تھی۔ اس زمانہ میں بھی شقاوت اور غیر ہدایت یافتہ لوگوں کے انکار سے صرف بدبختی، بدنصیبی ان کا نصیب بن جاتی تھی، آج بھی جن لوگوں نے ان حقائق سے انکار کیا وہ در اصل اہل بیتؑ کی تعلیمات سے دور ہوتا چلا گیا۔عصر حاضر میں شرق وغرب کے کفار ومشرک اور منافق ہماری مخالفت پر تلے ہوئے ہیں در اصل اسلام و اہل بیتؑ کی حقانیت کو مٹانا چاہتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے یہ تو صدر اسلام سے ہوتا چلا آیا ہے۔ جب دیکھا کہ رسولؐ کے دین کی طرف لوگوں کا سیلاب امنڈتا آرہا ہے تو رسولؐ پر اقتصادی پابندیاں عائد کردی گئیں۔ رسولؐ اللہ کے ہمنوا صحابیوں پر سختیاں کی جاتی ہیں۔ دہشت و وحشت اور نا امنی پھیلائی جاتی ہے اماموں پر قاتلانہ حملہ ہونے لگتا ہے۔ اور انھیں اکیلا و تنہا کرکے قید و بند میں رکھا جاتا ہے اور کسی نہ کسی بہانے ظلم و سفاکیت کے ساتھ بہیمانہ قتل کردیا جاتا ہے۔لیکن

مردان خدا پردہ پندار دریدند　　یعنی ہمہ جا غیر خدایار ندیدند

چنانچہ عملی طور پر مشاہدہ کرسکتے ہیں کہ امام خمینیؒ صرف مرجع تقلید نہیں تھے بلکہ پوری زندگی احکام دین کے نفاذ کے لئے جدوجہد کرتے رہے اور ایسی حکومت اسلامی تشکیل دی جو گذشتہ کئی صدیوں کے دوران ممکن نہیں ہوسکی تھی۔ استعمار کی مخالفت کرنے کی خاص وجہ یہ ہوئی ہے کیونکہ استعماری اور ساری سامراجی طاقتوں کو پتہ ہے کہ اگر فقیہ کی حکومت بر سر اقتدار آ گئی تو وہ نفاذ عدل اور قصاص کی پوری کوشش کریگا اور عوام الناس کے حقوق کا مطالبہ کرے گا، اسکی حکومت کی بنیاد الٰہی سیاست پر ہوگی اور حق وصداقت پر مبنی یہ تمام باتیں اہل ظلم و زیادہ روئی کے متوالے ظالموں کے مزاج سے میل نہیں کھاتی ہیں۔

تاریخ میں دیکھا جاسکتا ہے کہ کئی حکمرانوں نے مراجع کرام کو خاص طور سے ہمارے اماموں کو حکومت میں لانے کی کوشش کی تھی اسی طرح فقہاء کو بھی کچھ حکام نے حکومت حوالے کرنا چاہا۔جیسے

شاہ طہماسب صفوی نے اپنی حکومت کو مرجع تقلید کے حوالے کیا تھا۔لیکن حق و انصاف اور انسانوں کے جائز حقوق وغیرہ باعث بنتے ہیں جس کی وجہ سے بادشاہان وقت اپنے ارادہ سے منصرف ہوجاتے ہیں۔

آج سامراجی طاقتیں ہر ممکن کوشش کرتی رہیں کہ ایسی صورتحال کسی اسلامی ملک میں فراہم نہ ہوسکے جو ہماری خود ساختہ حکومتوں کے لئے نقصان کا باعث بنے۔ یہ امام خمینیؒ کی اسلامی حکومت کی برکت تھی کہ لوگوں میں ولی فقیہ کی اتباع اور پیروی کا جذبہ بڑھتا گیا اور روز بروز اسلامی ملکوں میں ایسی حکومت کی تشکیل کی زمین ہموار تشکیل ہوتی چلی گئی چونکہ امام خمینیؒ کی نمایاں قیادت کے بعد آیت اللہ خامنہ ای نے بھی مرجعیت کے ساتھ ساتھ اسی نوع قیادت کی ذمہ داریاں سنبھالی ہیں اسی وجہ سے استعماری اور فاسد حکومتوں کا غم وغصہ بڑھتا چلا گیا۔

ان تینوں کے لئے یعنی فتوی، قضاوت اور حکم کے لئے فقیہ جامع الشرائط ہونا ضروری ہے۔

مجتہد کا فتوی لازم الاجراء نہیں ہوتا ہے اس کے مقلدین کے لئے حجت ہوتا ہے کیونکہ فتوی میں تنقید و بحث اہل فن کے نزدیک ممکن ہے اور دوسروں پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔

قاضی کا حکم لازم الاجراء ہے کیونکہ لوگوں سے متعلق ہوتا ہے اور اگر اس پر عمل درآمد نہ ہوئی تو لوگوں اور خاندانوں میں خرابی اور گڑبڑی پیدا ہوجائے گی۔

حاکم کا حکم بھی لازم الاجراء ہے کیونکہ جب قاضی کا فیصلہ لازم الاجراء ہے جب کہ وہ حکم انفرادی یا کچھ لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے ہوا ہے تو حاکم کا حکم جو پورے سماج بلکہ عام مسلمانوں سے متعلق ہے، پورے ملکوں میں فتنہ وفساد برپا ہوسکتا ہے لہذا قاعدہ اولویت کی بنا پر حاکم کا حکم بدرجہ اولی لازم الاجراء ہے لیکن حکم حاکم کا حق وصداقت اور عدل وانصاف پر مبنی ہونا لازمی ہے اور ظالم وجابر حکمراں کی اطاعت لازمی نہیں ہے۔

مثال کے طور پر حضرت آیۃ اللہ شیرازی کا تحریک تنبا کو کا فتوی معروف ہے جبکہ فتوی نہیں حکم تھا۔

حضرت امام خمینیؒ کا سلمان رشدی کے قتل کا فتوی دینا بمنزلہ فتوی نہیں بلکہ یہ ولی فقیہ کا قرآن و اہلبیت کی توہین کے مقابل حکم تھا۔ اسی طرح سعودی عرب حکام نے امریکہ اور اسرائیل کے صہیونیوں کے ایما اور اشارے پر قاتل اور مجرم فوجیوں کو تعینات کر رکھا تھا جو ایرانی حجاج کو حج ابراہیمی سے

روک رہے تھے اور مخلص حجاج کا قتل عام کر رہے تھے چنانچہ حرم، شعائر اللہ اور دوسرے مقدسات ساتھ ہی ساتھ حجاج کی خونریزی اور توہین سے تحفظ کے لئے امام خمینیؒ کا بیان، بمنزلہ حکم تھا۔

ولی حکم معین اور منظور نظر امر میں حکم اللہ کا انشا اور فیصلہ دیتا ہے تا کہ ملکوں کی معیشت، سماجی مشکلات یا اختلافات کا خاتمہ ہو اور لوگ امن و سالمیت کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

عمر بن حنظلہ نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا: کہ اگر دو شخص کسی موضوع میں اختلاف کریں اور دونوں ایک قاضی کے پاس فیصلہ کے لئے جائیں اور دو قاضی کا نظریہ مختلف ہو تو کیا کریں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: "الحکم ما حکم به اعدلهما و افقه هما و اصدقهما فی الحدیث و اورع هما و لا یلتفت الی ما یحکم به الآخر"

ترجمہ: قابل نفاذ حکم اس قاضی کا ہے جو ان دونوں میں زیادہ عادل ہو، زیادہ فقیہ ہو، زیادہ سچا ہو، زیادہ پرہیزگار ہو اور دوسرے کی طرف اعتنا نہ کرے۔

مخفی نہ رہ جائے کہ مرجع کے فتوے پر بے مطلب تنقید نہیں کی جانی چاہئے بلکہ جب نیت صاف صالح ہو، وہ شخص اہل فن، مجتہد ہو۔ اہل ہنر اپنی بات کہہ سکتا ہے جو رشد علمی کا سبب بنے اسی طرح قضاوت بھی ایک شرعی امر ہے اگر تنقید کرے تو اصل مقصد منتفی ہو جائے گا اور جیسا کہ خداوند عالم نے اماموں کو عدل و انصاف کا حکم دیا ہے اور ان لوگوں کو اسکی اطاعت کا حکم دیا ہے۔جیسے چھٹے امام علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص قاضی کے حکم کو قبول نہ کرے اس نے تو خداوند عالم کے کلام اور ہمارے کلام کی تردید کی ہے۔ جو چیز قضاوت میں ہے وہ اپنے مطلوب کا اظہار نظر کرنا ہے لیکن عملی طور پر اس فیصلہ کی تردید جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: "یرید الله ان یحقّ الحقّ بکلماته" [۱]

لیکن جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ حاکم کے حکم کا نفاذ میں مداخلت یا اسکی مخالفت کرنا ہے۔

حکومت کا تعین کرنا بھی حاکم کی ذمہ داریوں میں آتا ہے۔ امام خمینیؒ فرانس سے جلا وطنی کی زندگی بسر کرنے کے بعد جیسے ہی تہران آئے فوراً بہشت زہرا میں شہداء کی قبروں کے جھرمٹ میں فرمایا تھا:

''من دولت تعین می کنم''، یعنی میں حکومت تشکیل دوں گا۔

افسوس شیعہ فقہاء حکومت سے علیحدگی ہونے کی وجہ سے دھیرے دھیرے حکومتی مسائل سے دور

ہو گئے تھے اور اپنی فقہی کتابوں میں صرف خصوصی احکام کو بیان کرتے تھے لیکن عام احکام کو نظر انداز کر دیتے تھے۔ امام خمینیؒ مسائل کی طرف متوجہ تھے لہٰذا لوگوں کے مسائل کے لئے حکومتی احکام جاری کیے اور عدلیہ مقنّنہ کے علاوہ شورائے نگہبان کی تشکیل کا کارنامہ انجام دیا۔

مغربی دنیا کو اسلام کی ضرورت:

تاریخ شاہد ہے کہ اسلام دشمن طاقتوں نے خداوند عالم کے اس پسندیدہ دین کو بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کی اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش بھی کی کہ اسلام بیسویں اور اکیسویں صدی کے تقاضوں کو پورا نہیں کرسکتا لیکن ایران میں ولایت فقیہ کی قیادت وسرپرستی میں قائم اسلامی جمہوریہ ایران نے اسلام کی عظمت کو دنیاوالوں پر پوری طرح اجاگر کردیا جس کی وجہ سے پوری دنیا بالخصوص مغربی دنیا اسلام کی پیاسی ہے۔[۲]

معنویت کی ضرورت:

امام خمینیؒ فرماتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ کیسے اسلامی ملکوں اور شہروں کے علماء اپنے عظیم اسلامی کردار اور الٰہی رسالت سے، اس عصر میں جب کہ بشریت اسلام کی معنویت اور نورانی احکام کی پیاسی ہے، غافل ہیں اور ملت کی پیاس کو درک نہیں کرتے۔ اورانسانی سماج کا وحی اور عطش درونی کی طرف تمایل واہمیت سے بے خبر ہیں، اور اپنے نفوذ کی طاقت کوکم اہمیت دے رہے ہیں۔ [۳]

اسی موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے آیت اللہ خامنہ ای کہتے ہیں:

آج یہ عصر جدید وجود میں آیا ہے اور اس جدید دور کو عصر امام خمینیؒ کا نام دینا چاہیئے۔ [۴]

امریکی محقق اور صحافی بیل مایرز کا کہنا ہے:

ساری دنیا کے لوگ مادیت سے تھک چکے ہیں اور بہت تیزی میں معنویت کی طرف بڑھ رہے ہیں اور معنویت کی طرف بڑھنا کچھ ہی دنوں سے شروع ہوا ہے۔[۵]

برطانوی دانشمند جانکین نے کہا ہے: غرب میں حکومت کا سیسٹم کمزور پڑ گیا اور لائیسم بھی انسان کی پیاس کو نہیں بجھا سکا ہے۔

ان تمام باتوں سے ظاہر ہوجاتا ہے کہ فقہاء اسلام کی ذمہ داریوں میں استفتا ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ہدایت اور حکم کے ذریعہ سماجوں پر گرفت حاصل کرنا ہے تا کہ لوگ اسلام کی خوبیوں

سے اسکی اطاعت و پیروی پر خود بخود تیار ہوجائیں۔

پروفیسر یاووس اوسس جرمنی کے ایک نومسلمان کا بیان ہے:

''مجھے یقین ہے کہ چودہویں صدی ،امام خمینیؒ اور امام خامنہ ای کی صدی ہے اور ان بزرگوں نے زمین پر حکومت امام (زمان ارواحنالہ الفدا) کی خوش خبری دی ہے،ان سب صدیوں کے بعد اہل بیت رسولؐ کی صدی ہوگی''۔۶؎

چونکہ استعمار اور ساری سامراجی طاقتوں کو پتہ ہے کہ اگر فقیہ کی حکومت برسر اقتدار آ گئی تو پوری کوشش نفاذ عدل اوراحقاق کے مطالبہ کی بھرپور کوشش ہوگی۔

آج امامؑ کی غیبت میں ان کی تحریک کو ناکام بنانے کے لئے ان کے چاہنے والوں کے ساتھ اسی طرح کا رویہ رکھا جارہا ہے۔ لہٰذا علماء دین پر واجب ہے کہ اہل بیتؑ کی قربانیوں کی حفاظت کرتے ہوئے اسلامی اقتدار کوآنے والی نسلوں تک منتقل کریں۔اہل بیتؑ کی قربانیوں، کوششوں سے ہی یہ مقدسات الٰہی دنیا تک پہنچ سکے ہیں۔گذشتہ فقہاء مراجع نے بڑی جانفشانی کی ہے اس لئے ضروری ہے کہ جامع شرائط مجتہد اور اعلم کی قیادت میں متحد ہوکران مقدسات کی حفاظت کریں یہی سب سے بڑا دینی اور انسانی فریضہ ہے تاکہ اسلام کے مقدسات کا احیاء وتحفظ ہو سکے اوراہلبیت پیغمبرؐ کے چاہنے والوں کا اقتدار بحال ہوسکے۔

حوالے:

۱۔سورۂ انفال، آیت ۷

۲۔روزنامہ ایران ۷۵

۳۔صحیفہ نور، ج ۲۰،ص۱۲۶

۴۔سخنرانی مقام معظم رہبری اولین سالگرد اتحاد حضرت امام ۶۹۳۱۳

۵۔روزنامہ ہم شہری ۲۹/۷/۷۵ خبر گزتری جمہوری اسلامی

۶۔ماہنامہ امامت، تیر و مرداد ۷۸